۶۰ سال پہلے

۱۸۵۹ میں ڈاروِن کی کتاب اصل الانواع (Origin of species) شائع ہوئی، جس نے نیچریت اور دہریت کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اگرچہ ڈاروِن نے دلائل جو اس نے اپنے مخصوص نظریۂ ارتقا کی تائید میں پیش کیے تھے، کمزور اور محتاج ثبوت تھے، اور اس کے سلسلۂ ارتقا میں ایک کڑی نہیں بلکہ ہر موجود کڑی کے آگے اور پیچھے بہت سی کڑیاں مفقود تھیں، اور اہل حکمت اس وقت بھی اس نظریے سے مطمئن نہ تھے، حتیٰ کہ خود اس کا سب سے بڑا وکیل ہکسلے (Huxley) بھی اس پر ایمان نہ لایا تھا، مگر اس کے باوجود محض خدا سے بیزاری کی بنا پر ڈاروِنیت کو قبول کرلیا گیا۔ اس کی حد سے زیادہ تشہیر کی گئی، اور مذہب کے خلاف ایک زبردست آلہ کے طور پر اسے استعمال کیا گیا، کیونکہ اس نظریہ نے اہلِ حکومت کے زعمِ باطل میں اس دعوے کا ثبوت فراہم کیا تھا، (حالانکہ دراصل ایک اور دعویٰ کیا تھا جو محتاج ثبوت تھا)، کہ کائنات کا نظام کسی فوق الطبیعی قوت کے بغیر خود بخود طبعی قوانین کے ماتحت چل رہا ہے۔ اہلِ مذہب نے اس نظریہ کی مخالفت کی اور برٹش ایسوسی ایشن کے جلسہ میں بشپ اف آکسفورڈ اور گلیڈ اسٹون نے اپنی خطابت کا پورا زور اس کے خلاف صرف کیا، مگر شکست کھائی۔ اور آخر کار اہلِ مذہب، سائنٹیفک دہریت سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ ۱۸۸۲ میں جب ڈاروِن نے وفات پائی تو چرچ آف انگلینڈ نے وہ سب سے بڑا اعزاز اس کو بخشا جو اس کے اختیار میں تھا، یعنی اسے ویسٹ منسٹر ایبی میں دفن کرنے کی اجازت دی، حالانکہ وہ یورپ میں مذہب کی قبر کھودنے والوں کا سرخیل تھا، اور اس نے افکار کو الحاد و زندقہ اور بے دینی کی طرف چلانے اور وہ ذہنیت پیدا کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا جس نے آخر کار بولشوزم کو پھلنے پھولنے اور بار آور ہونے کا موقع دیا۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی: ترجمان القرآن، ج ۵، عدد ۱، نومبر ۱۹۳۴، ص ۶۔۷)